تصدیق
جلد ۰۱ شمارہ ۰۵، ۲۰۲۳

Article

EFFECTS OF OMAR KHAYYAM’S THOUGHT ON URDU LETTERS

اردو مکتوباتی ادب پر عمر خیام کی فکر کے اثرات

Shahab Uddin Shah*[1] , Dr. Muhammad Asif Awan[2]
[1] PHD Urdu Scholar Government College University, Faisalabad
[2] Professor Department of Urdu Government College University, Faisalabad
*Correspondence: Bukhari6666@gmail.com

[1] شہاب الدین شاہ، [2] ڈاکٹر محمد آصف اعوان

[1] پی۔ایچ۔ڈی اسکالر گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد، [۲] پروفیسر، شعبہ اردو گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد

ABSTRACT: The correspondence literature in Urdu is almost two hundred years old. By studying the art and evolution of Urdu letters, it becomes clear that all kinds of subjects can be immersed in this genre and there is no limitation of the subject. These are literary achievements on which life is flowing smoothly. They have the great ability to capture present, future, and past plans, positions & scales, opinions, and thoughts. From vicissitudes of emotions and the commitment of relationships to the gravity of historical facts and glimpses of objectivity are only found in the genre of lettering.

This is the reason, why civilization, history, society, culture, politics, and literature, there is no such corner of life that is not described in this genre. The necessity, importance, and utility of letters of famous literature celebrities have been recognized from time to time. The proof of this is not only available in the collection of books published in large numbers but also in the correspondence numbers of magazines.

One approach to writing in Urdu is that it used to follow the Persian style. A critical or analytical study of the writings and creations of academic and literary figures and their historical arrangement is not possible with full confidence until we have access to the writings that are written in the form of letters. In this article, a study of the impact of Hakim Omar Khayyam's thoughts on Urdu literature correspondence has been presented. In this context, Urdu letters include comments on the exclusion of Omar Khayyam's Rubaiyat, his living conditions, and his works, which have been elaborated on by famous literary figures in their letters.

eISSN: 2707-6229
pISSN: 2707-6210
DOI:https://doi.org/10.56276/tasdiq.v5i01.148
Received:04-05-2023
Accepted:20-06-2023
Online:17-07-2023

Copyright: © 2023 by the authors. This is an open-access article distributed under the terms and conditions of the Creative Common Attribution (CC BY) license

KEYWORDS: Omer Khayyam, Letter writing, Correspondence literature, Maktobnigari, Rubaiyat, Khatootnigari, Shibli Nomani, Allama Iqbal, Abu ul Kalam Azad, Sulaiman Nadvi, Khumkada-e-Khayyam.

اردو میں مکتوباتی ادب کی عمر تقریباً دو سو برس ہے۔ اردو مکتوب نگاری کے فن اور ارتقا کے مطالعے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اس صنف میں ہر قسم کے مضامین سموئے جاسکتے ہیں اور موضوع کی بھی کوئی قید نہیں ہے۔ یہ ادبی کارنامے ہیں جن میں زندگی رواں دواں نظر آتی ہے۔ ان میں حال و مستقبل کے منصوبے، ماضی کی کسک، عہد و پیماں اور فکر و نظر کو اسیر کر لینے کی بڑی صلاحیت ہوتی ہے۔ جذبوں کی وارفتگی اور رشتوں کی وابستگی سے لے کر تاریخی حقائق کی سنگینی اور معروضیت کی جھلکیاں اگر کسی صنف ادب میں تلاش کی جاسکتی ہیں تو صرف خط نگاری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تہذیب، تاریخ، معاشرت، ثقافت، سیاست اور ادب زندگی کا کوئی ایسا گوشہ نہیں جو اس صنف میں بیان نہ ہوا ہو۔ مشاہیر ادب کے خطوط کی ضرورت، اہمیت اور افادیت کو ایک زمانے سے آج تک تسلیم کیا جاتا رہا ہے۔ جس کا ثبوت نہ صرف کثیر تعداد میں شائع ہونے والے مجموعہ ہائے مکاتیب ہیں بلکہ رسائل کے مکتوبات وار نمبر بھی ہیں۔ اردو میں مکتوب نگاری کی ایک خاص روش یہ ہے جس میں فارسی کے رنگ کی تقلید کی جاتی تھی۔ علمی اور ادبی شخصیات کی تصنیفات و تخلیقات کا تنقیدی یا تجزیاتی مطالعہ اور ان کی تاریخی ترتیب اس وقت تک پورے وثوق کے ساتھ ممکن نہیں جب تک ہماری رسائی ان تحریروں تک نہ ہو جائے جو خطوط کی شکل میں لکھی گئی ہیں۔

کئی صدیوں تک فارسی زبان ہندوستان میں مرکزی حکومت کی زبان رہی، اسی لیے اس عہد کے اشرافیہ طبقے کے لکھنے پڑھنے کی زبان فارسی ہی تھی، جیسے ہی ہندوستان میں مسلمانوں کی مرکزی حکومت کمزور ہوئی، ویسے ہی مقامی زبانیں ترقی کرنے لگیں، اردو بھی انہیں مقامی زبانوں میں شامل ہے، اردو ہمیشہ فارسی کے قریب رہی، اردو نثر کی ابتدا ہی سے خطوط اپنی مختلف ہیئتوں اور اسالیب کے ساتھ سامنے آجاتے ہیں، جو منفرد انداز کے ساتھ مختلف مقاصد کی غمازی کرتے دکھائی دیتے ہیں، عہد حاضر تک زیادہ تر فکری رجحانات، مکاتیب فکر خطوط کے ہی مرہونِ منت ہیں، ان میں خطوط نگاری کے آداب اور علمی، ادبی، سیاسی، سماجی اور نجی مسائل شامل ہیں، اردو خطوط نگاری ابتدا ہی سے فارسی زبان و ادب کے اسالیب سے لب ریز نظر آتا ہے، مزید اس ضمن میں شاداب تبسم لکھتے ہیں:

> "اردو کے قدیم ادباء و شعراء فارسی ہی میں خط لکھا کرتے تھے، ان کے پیش نظر فارسی مکتوب نگاری کی ایک عظیم روایت رہی ہے۔ اردو مکتوب نگاری فارسی مکتوب کے زیر اثر پروان چڑھی ہے، فارسی نظام روایت کے زیر اثر اردو مکتوبات کے اپنے خدوخال متشکل ہوئے اور اردو خطوط میں زیادہ تر انہیں روایات و تکلفات کا اظہار ہوتا رہا، جو فارسی مراسلت کے امتیازی نشان سمجھے جاتے ہیں، اس کی ایک وجہ یہ بھی رہی کہ ایک طویل عرصے تک فارسی زبان کو دفتری زبان کی حیثیت حاصل رہی۔"[i]

اردو خطوط میں عربی و فارسی زبان کے ضرب الامثال، اقوال اشعار، احادیث اور قرآنی آیات کا ذخیرہ موجود ہے، اس مضمون میں اردو مکتوباتی ادب پر حکیم عمر خیام کی فکر کے اثرات کا مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔ اس تناظر میں اردو خطوط میں عمر خیام کی رباعیات کی تخریج، حالات زندگی اور تصانیف پر تبصرے شامل ہیں جن کا اردو کے مشاہیر ادب نے اپنے خطوط میں ذکر کیا ہے۔

علامہ شبلی نعمانی کے خطوط میں عمر خیام کا ذکر:

علامہ شبلی نعمانی کے خطوط علمی تذکروں سے بھرے ہوئے ہیں، خطوط شبلی میں عربی و فارسی کی برجستہ تراکیب، محاورات وضرب الامثال غیر ارادی طور پر قلم سے ٹپک پڑتے ہیں، اس کے خطوط میں مقصدیت اور علمیت کا عنصر زیادہ نمایاں نظر آتا ہے، وہ اپنے خطوط میں علمی مباحث، کتابوں پر تبصرے اور مخطوطوں کی دریافت سے متعلق بحث و تکرار کرتے دکھائی دیتے ہیں، شبلی اپنے ایک خط میں حکیم عمر خیام کی تصنیف "جبر و مقابلہ "کا ذکر کرتے ہیں، جس پر بعد میں اس نے ایک مختصر ریویو الندوہ نمبر ۸ جلد ۶ میں شامل کروایا تھا۔

> "تسلیم.... !مدت سے آپ نے یاد نہیں کیا، خیام کا جبر و مقابلہ مجھ کو ہاتھ آگیا، اس لیے اب آپ کا نسخہ واپس کر دیتا ہوں، جواب خط کا انتظار ہے لیکن لغات اسدی اس وقت تک نہ دوں گا، جب تک آپ دوسرا نسخہ نہ منگوادیں گے۔"[ii]

اس ضمن میں ایک اور خط ملاحظیے:

> "مکرمی۔ خط پہنچا "جبر و مقابلہ " آج یا کل رجسٹرڈ بھیج دوں گا، نظامی کے متعلق مونو گراف کا ترجمہ آپ بھیج دیں تو میں اس سے کام لونگا۔"[iii]

"شعر العجم "لکھنے کے دوران مختلف لوگوں کے نام مراسلت کی، اس ضمن میں حکیم عمر خیام کی سوانحی آثار سے متعلق کتابوں کا تذکرہ خطوط شبلی میں ملتا ہے۔

> " آزاد کو تو آپ نے مخزن وغیرہ میں ضرور دیکھا ہو گا، قلم وہی ہے معلومات یہاں رہنے سے ترقی کر گئے ہیں، خیام کی لائف اب کہاں ہو سکتی ہے، میں شعر العجم میں مصروف ہو گیا ہوں۔"[iv]

خطوط نگاری میں شبلی کا کوئی متعین اسلوب نہیں تھا بلکہ مخاطب کے معیار و مذاق کے مطابق ان کا طرز بیان بدلتا رہتا تھا، کبھی مفصل احوال لکھتے تو کبھی محض ایک جملے میں پوری بات سمو دیتے تھے، مزید وہ ایک خط میں سحابی استر آبادی اور حکیم عمر خیام کی شاعری میں خمریات سے متعلق لکھتے ہیں:

> "خیام کی یورپ نے قدر کی، لیکن وہ سحابی استر آبادی سے واقف ہوتے جس کی دس ہزار فلسفیانہ رباعیات موجود ہیں، تو ان کی اور بھی آنکھیں کھلتیں، کئی سو رباعیاں اس کی میرے پاس موجود ہیں، کبھی سنیے گا، میں نے ارادہ کیا ہے کہ اردو اشعار کا ایک مجموعہ تیار کیا جائے، جس کی ترتیب علمی

حیثیت سے ہو، کچھ کام ہو چکا ہے، آپ اس سے متعلق کوئی معقول مشورہ دے سکیں تو عنایت ہے۔"v

مولانا ابوالکلام آزاد کے خطوط میں خیام کا ذکر:

مولانا آزاد کا ایک اہم نثری کارنامہ اس کے خطوط پر مشتمل کتاب "غبار خاطر" ہے۔ جس کی طرز نگارش سے خطوط میں مضامین اور روزنامچہ کی خصوصیات در آتی ہیں، جس میں مصنف کے جذبات، علمیت اور اسلوب نگارش حیران کن حد تک ہے، اسلوب نگارش کی ضمن میں بعض ایسے تراکیب کا استعمال کیا، جس سے حکیم عمر خیام کی فکر کے اثرات و مقبولیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

> "یہ وہی معانی ہیں جو موسیقی کی زبان میں ابھرنے لگتے ہیں اگر یہ شعر کا جامہ پہن لیتے، تو کبھی حافظ کا ترانہ، کبھی خیام کا زمزمہ، کبھی شیلے (Shelley) کی ماتم سرائیاں ہوتیں، کبھی ورڈس ورتھ (Wordsworth) کی حقائق سرائیاں۔"vi

مزید حواشی میں مالک رام اس کی وضاحت اس طرح کرتے ہیں:

> "خیام یعنی ابو الفتح عمر بن ابراہیم، فارسی کے مشہور ترین شاعروں اور رباعی گویوں میں شمار ہوتے ہیں، یہ حقیقت ہے کہ مشرق و مغرب دونوں جگہ ان کی سی شہرت بہت کم لوگوں کو ملی ہے۔ عام طور پر انہیں بطور شاعر تسلیم کیا گیا ہے لیکن کئی دوسرے علوم مثلاً ریاضی، ہیت، نجوم، طب وغیرہ میں بھی ید طولیٰ حاصل تھا، چنانچہ رصد خانہ ملک شاہی کی تعمیر میں ان کا بہت ہاتھ تھا، ۵۱۷ھ / ۱۱۲۴ء میں وفات اور نیشاپور کے باہر دفن ہوئے۔"vii

مولانا ابوالکلام آزاد کا جس قدر وسیع مطالعہ تھا، اسی طرح کے اشارے اس کے خطوط کی انشائیہ نما تحریروں میں پائے جاتے ہیں ، "غبار خاطر" میں مولانا آزاد نے تقریباً دو درجن شعراء کے ایک سو دس اشعار اور مصرعے استعمال کیے، جن میں دو رباعیاں حکیم عمر خیام کی بھی شامل ہیں، مزید مالک رام لکھتے ہیں:

> "غبارے خاطر کی ترتیب میں مجھے سب سے زیادہ دقت مختلف کتابوں اور اشعار کے حوالوں کی تلاش میں ہوئی، مرحوم لکھتے وقت اپنے حافظے سے بضرورت کتابوں کی عبارتیں اور شعر لکھے چلے جاتے ہیں، جہاں تک معروف شعرا اور مطبوعہ دواوین کا تعلق ہے، ان سے رجوع کرنا چنداں دشوار نہیں تھا لیکن نہیں کہا جا سکتا کہ انہوں نے شعر کسی تذکرہ میں دیکھا تھا یا کہیں اور۔۔۔ پوری کتاب میں کوئی سات سو شعر ہیں، پوری کوشش کے باوجود ستر اسی شعر کی تخریج نہیں ہو سکی۔"viii

"غبار خاطر" مرتبہ مالک رام میں خط نمبر بارہ (۱۲) میں ذیل کی رباعی درج ہے جو کہ حکیم عمر خیام کی ہے لیکن خط میں اس کا ذکر نہیں ہے

اسرارِ ازل رانہ تو دانی ونہ من

وین حرفِ معمّہ نہ تو خوانی ونہ من

ہست از پسِ پردہ گفتگوئے من وتو

چوں پردہ بر اُفتد، نہ تومانی ونہ من[ix]

ترجمہ:(اے مخاطب)ازل کے اسرار ورموز (بھید) سے نہ تو واقف ہے اور نہ میں یہ معمّا کا حرف نہ تو حل کر سکتا ہے اور نہ میں۔ اصل یہ ہے کہ میری اور تیری گفتگو جو کچھ ہے، وہ پس پردہ ہے اور جب یہ پردہ اٹھ جائے گا تو نہ تو باقی رہے گا اور نہ میں (پس وہی باقی رہ جائے گا)۔

مالک رام نے حواشی میں اس رباعی کو حکیم عمر خیام کا قرار دیا ہے اور مزید وضاحت درج نہیں کی جب کہ بعض خیام شناس یہ رباعی حضرت قلندر پانی پتی سے منسوب کرتے ہیں اور بعض شیخ ابوالحسن خرقانی سے۔(کاس الکرام، ص:۷۱۔۷۲)(نول ۵۸۲ تح، ص: ۲۹۵، مجمع الفصحابنام ابن سینادلینہ ۱۸۵)[x]

مولانا ابوالکلام آزاد خط لکھتے وقت اپنے حافظے کے بل بوتے پر اشعار اور مصرے لکھ دیتے تھے اور ایسے ہی اپنے ایک اور خط میں خیام کی رباعی کا ایک شعر لکھا ہے، خط میں شاعر کے نام کا ذکر نہیں ہے:

من بد کنم و تو بد مکافات دہی

پس فرق میان من و تو چیست بگو؟ [xi]

مکمل رباعی "رباعیات عمر خیام" مرتبہ: پروفیسر حمید اللہ ہاشمی میں اس طرح درج ہے:

ناکردہ گناہ درجہان کیست بگو؟

آنکس کہ گنہ نکرد، چوں زیست بگو؟

من بد کنم، و تو بد مکافات دہی

پس فرق میان من و تو چیست بگو؟

ترجمہ: بتا دنیا میں بے گناہ کون ہے؟ اور بتا جس نے گناہ نہیں کیا وہ یہاں زندہ کیسے رہا (معبود!) میں برے کام کروں اور تو مجھے برا بدلہ دے۔ تو پھر بتا کہ مجھ میں اور تجھ میں کیا فرق ہوا؟[xii]

علامہ محمد اقبال کے خطوط میں خیام کا ذکر:

علامہ اقبال ایک عہد ساز شخص تھا، اقبال نے بیشتر اپنے خطوط میں یا تو اپنے افکار کی وضاحت کے سلسلے کسی نہ کسی علمی مسئلے سے متعلق استفسار کیا یا اظہار خیال کیا ہے۔ یہ اظہار ان خطوط کے مکتوب الیہم کی شخصیت، علمی مرتبہ اور تعلقات کی نوعیت کے مطابق ہے، ان

مکتوب الیہم میں سید سلیمان ندوی جیسی شخصیات شامل ہیں، سید سلیمان ندوی کی تصنیف "خیام" پر مختصر تبصرہ بھی علامہ اقبال کے خطوط میں شامل ہے، اس ضمن میں علامہ اقبال کے خطوط میں عمر خیام کی مقبولیت واثرات کا نشان ملتا ہے۔

"عمر خیام پر آپ نے جو کچھ لکھا دیا ہے اس پر اب کوئی مشرقی یا مغربی عالم اضافہ نہ کرسکے گا۔"xiii

سید سلیمان ندوی کے خطوط میں خیام کا ذکر:

سید سلیمان ندوی دنیا بھر میں خیام شناسی کے حوالے سے اپنی تصنیف "خیام" کی وجہ سے منفرد پہچان رکھتے ہیں، علاوہ ازیں سید سلیمان ندوی کے خطوط میں بھی عمر خیام کی فارسی رباعیات، عربی اشعار اور تذکرے ملتے ہیں۔

"امن کے پیام بر ٹیگور کی زیارت ہوئی، طلبہ نے ان کے اعزاز میں جلسہ کیا تھا، جس وقت وہ جلسہ میں آئے تو میرے سامنے عمر خیام کی تصویر کھنچ گئی، دراز قد، لمبی داڑھی، بڑا زرد کرتہ، الجھے ہوئے سر کے بال، ایک سیاہ گول بڑی ٹوپی پہنے۔"xiv

عمر خیام پر ایک مقالہ جو اس نے آل انڈیا اورینٹل کالج کانفرنس پٹنہ میں پیش کیا سے متعلق ایک خط میں استفسار کرتے ہیں:

"گورنمنٹ ہر تازہ جلد بھیجتی رہتی ہے، جو فہرستیں نہیں، آپ ان کا بنام دارالمصنفین آرڈر دے دیجئے۔ عمر خیام کا جواب آپ نے پسند فرمایا؟"xv

مزید ایک خط میں لکھتے ہیں:

"عمر خیام کے مضمون کی غیر معمولی قدر دانی ہو رہی ہے، خود پروفیسر اقبال نے اقبال کیا ہے۔"xvi

لندن میں مسافرت کے دوران حکیم عمر خیام کی رباعیات کا ایک نسخہ انہیں ملا جو قدرے منفرد تھا، جس سے متعلق لکھتے ہیں:

"عمر خیام کی رباعیات کا ایک نسخہ دیکھا، جس کے ایک ایک صفحہ پر ایک ایک انگریزی ترجمہ کی رباعی اور مقابل کے صفحہ پر رباعی کی مادی تصویر، گویا رباعی کے مفہوم کو تصویر سے مجسم کیا ہے۔"xvii

رباعیات عمر خیام کے قلمی نسخوں سے متعلق کھوج کے دوران اپنے دوست سے استفسار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"مولانا سید علی صاحب رینبی کے پاس خیام کا ایک قلمی رسالہ اور ایک جلد رباعیات خیام ہے، شاید مولانا کے کالج میں تعطیل ہو جائے بنابرین فوراً جا کر مولانا سے یہ دونوں چیزیں لے لیجئے۔"xviii

ایک اور خط (جو مسعود علی ندوی کے نام ہے) میں وحدۃ الوجود کی توضیح کرتے ہوئے حکیم عمر خیام کی رباعی لکھی ہے۔ ملاحظیے:

حق جان جہاں است و جہاں جملہ بدن
ارواح و ملائکہ حواس این تن

افلاک و عناصر و موالید اعضا

توحید ہمیں است، دگرہا ہمہ فن

ترجمہ: ذات حق (خدا) دنیا کی روح اور سارا جہان بدن ہے اور اس بدن کے حواس فرشتے کہلاتے ہیں، آسمان عناصر، موالید (طبقات مخلوق، جماد، نبات، حیوان) اعضا ء ہیں، توحید یہی ہے۔ باقی سب افسانہ یا فضول باتیں ہیں۔[xix]

آغا شاعر قزلباش کے خطوط میں خیام کا ذکر:

آغا شاعر قزلباش نے حکیم عمر خیام کی رباعیات کا منظوم ترجمہ کیا تھا جو بعد میں "خمکدہ خیام" کے نام سے چھپا تھا، ایک خط میں اس نے رباعیوں کے ترجمے کی اشاعت کے سلسلے میں مالی معاونت کی خاطر کشن پرشاد کو تحریر کیا تھا، اس میں ایک رباعی کا ترجمہ بطور نمونہ پیش کیا:

"نمونے کے طور پر صرف ایک رباعی کا ترجمہ حاضر ہے۔ آپ کو قسم ہے اپنے مرتبہ اور عزت کی، ایک نظر اسے ضرور ملاحظہ فرمالیں بس کم و بیش ۸۰۰ رباعیوں کا ترجمہ اسی شان سے ہے۔ انصاف آپ ہی پر موقوف ہے۔

رباعی حکیم عمر خیام اور آغا شاعر قزلباش کا منظوم اردو ترجمہ

آمد سحرے ندا ز میخانہ ما

آئی یہ ندا صبح کو میخانے سے

کاے رند خراباتی دیوانہ ما

اے رند خراباتی دیوانے سے

برخیز کہ پر کنیم پیمانہ زمئے

اٹھ جلد بھریں شراب سے ساغر ہم

زاں پیش کہ پر کنند پیمانہ ما

کم بخت! چھلک جائے نہ پیمانے سے"[xx]

کشن پرشاد کے سیکرٹری جس کا نام صادق حسین غبار تھا نے آغا شاعر قزلباش کی رباعیات کو چھپنے نہیں دیا، کچھ اعتراضات لگائے، آغا شاعر قزلباش ایک اور خط جو بنام صادق حسین غبار کے ہے، میں ان اعتراضات کا جواب دیا تھا:

"حکیم خیام کی وہ پہلی ہی رباعی جس کے ترجمے پر تمام دنیائے ادب نے سر دھنا ہے، اس کے بعد دوسرے مصرعہ میں "دیوانے سے" کو آنکھ دکھاتے ہیں۔ حالانکہ آپ غبار ہیں، پہلے تو آپ وہ نظر

پیدا کیجئے جو "دیوانے سے " کی خوبی کو دیکھ سکے ، اب رہا چوتھا مصرع وہ بات کی سمجھ سے بالکل باہر ہے۔ بھلا جس شخص نے ایک ہزار رباعیوں کو ہزار ہزار دفعہ جانچا ہو گا، مصرعہ فارس کے مطبوعات سے ٹکرایا ہو گا، چار برس کامل آنکھوں کا تیل اور جگر کا خون ٹپکایا ہو گا، ذرا آپ ہی انصاف کریں وہ زاں پیش کے معنی نہیں سمجھتا۔" xxi

پروفیسر محفوظ الحق کے خطوط میں خیام کا ذکر:

پروفیسر محفوظ الحق پریسیڈنسی کالج، کلکتہ میں عربی، فارسی اور اردو شعبہ کے صدر تھے۔اس کے علمی و ادبی خدمات کے اعتراف میں برطانیہ نے ۱۹۴۲ء میں اسے خان صاحب کے لقب سے نوازا۔ مزید خان بہادر کے اعلی اعزاز سے بھی نوازا گیا۔ یہ اعزازت اسے ایشیاٹک سوسائٹی بنگال کے مختلف شعبوں میں خدمات کی وجہ سے ملے ، رباعیات عمر خیام کا ایک قلمی نسخہ (مرقومہ ۹۱۱ ہجری) دریافت کر کے بڑے اہتمام کے ساتھ مع انگریزی ترجمہ ترتیب دیا مزید اس پر تمہیدی نوٹ بھی لکھا، جس میں حکیم عمر خیام کی شاعرانہ و فلسفیانہ عظمت کو اجاگر کرنے کی کوشش کیا گیا ہے، یہ کتاب ایشیاٹک سوسائٹی بنگال کے زیر اہتمام ۱۹۳۹ء میں بپٹسٹ مشن پریس کلکتہ سے شائع ہوا، اس کتاب کے سلسلے پروفیسر محفوظ الحق اپنے ایک خط میں ڈاکٹر مختار الدین آرزو کو لکھتے ہیں:

"ہمارے مطبوعہ کتابوں میں مجمع البحرین، دارا شکوہ، دیوان کامران، اور رباعیات خیام ہیں، ایشیاٹک سوسائٹی کو لکھ رہا ہوں کہ مجمع البحرین آپ کے پاس روانہ کر دی جائے لیکن وہ اس سعد اللہ پور (پٹنہ)میں بکسوں میں بند ہیں، اگر گیا تو نکال کر روانہ کر دوں گا، خیام کی قیمت بہت زیادہ یعنی بیس روپے ہے، یا مجھے جو نسخے ملے تھے، وہ تقسیم ہو گئے۔" xxii

عبد الرحمن چغتائی کا خط بنام عبد الحمید عدم میں عمر خیام کا ذکر:

عبد الحمید عدم نے "دو جام" کے نام سے حکیم عمر خیام کی رباعیات کا منظوم اردو ترجمہ کر کے کتاب شائع کروائی، اور کتاب کی سرورق مصوری کے لیے عبد الرحمن چغتائی سے درخواست کی کیونکہ چغتائی نے رنگوں میں شاعری کی، اس کی تصویریں دنیا کی ممتاز آرٹ گیلریوں میں موجود ہیں، پکاسو(Pablo Picasso)اور ملکہ ایلزبتھ دوم(Elizabeth) جیسے لوگ اس کے فن کے معترف تھے، اس کے مشہور ترین کاموں میں پاکستان کے سرکاری ٹیلی ویژن اور ریڈیو چینل کے لیے تیار کردہ فن پارے ہیں، جس کے اعزاز میں حکومت پاکستان نے اسے ہلال امتیاز سے نوازا اور مصور مشرق کا خطاب بھی دیا،"دو جام" کے سرورق پر موجود تصویر بھی عبد الرحمن چغتائی کی تخلیق کردہ ہے، اس منظوم اردو ترجمے کو عبد الرحمٰن چغتائی نے اپنے ایک خط میں خراج تحسین پیش کیا، جو اردو مکتوباتی ادب میں حکیم عمر خیام کے اثرات و مقبولیت کا غماز ہے۔ لکھتے ہیں:۔

"میں آپ کے کام کو نہ بھی کرنا چاہوں تو بھی کام کی نوعیت نے مجھے مجبور کر دیا ہے۔ یہ کام کر کے ہی دم لوں۔ عدم صاحب نے اس دور میں جو شاعری کی عظیم الشان خدمت کی ہے، اس کے سامنے

میرا ایک ڈسٹ کور کا ڈیزائن بنادینا، میرا فرض ہے، میری مدت سے آرزو تھی کہ کوئی صاحبِ نظر اور صاحب دل اس کی طرف توجہ دے، امید ہے عدم صاحب کی یہ کوشش انہیں وہ زندگی بخشے گی، جس کا ہر فن کار آرزو مند رہا ہے۔"xxiii

حوالہ جات

۱. شاداب تبسم، اردو مکتوب نگاری (سرسید اور ان کے رفقاء کے خصوصی حوالے سے)، (دہلی، مکتبہ جامعہ، ۲۰۱۲ء)، ص: ۴۲

۲. مکاتیب شبلی (جلد اول)، مرتبہ: سید سلیمان ندوی، (لکھنؤ، مطبع شاہی، س ن)، ص: ۲۴۵

۳. ایضاً، ص: ۲۴۵

۴. مکاتیب شبلی (جلد دوم)، مرتبہ: سید سلیمان ندوی، (لکھنو، س ن)، ص: ۲۰۴

۵. ایضاً، ص: ۲۰۰

۶. آزاد، ابو الکلام، غبار خاطر، مرتبہ: مالک رام، (دہلی، ساہتیہ، ۱۹۹۶ء)، ص: ۲۶۴-۲۶۵

۷. ایضاً، ص: ۳۸۴

۸. ایضاً، ص: ۲۴

۹. ایضاً، ص: ۱۰۹

۱۰. حمید اللہ ہاشمی، پروفیسر، رباعیات عمر خیام، (لاہور، الفیصل ناشران و تاجران کتب، ۲۰۱۱ء)، ص: ۳۱۰

۱۱. آزاد، عبد الکلام، غبار خاطر، مرتبہ: ملک رام، ص: ۱۲۲

۱۲. حمید اللہ ہاشمی، پروفیسر، رباعیات عمر خیام، ص: ۳۲۹

۱۳. اقبال نامہ (حصہ اول)، مرتبہ: شیخ عطاء اللہ، (لاہور، شیخ محمد اشرف تاجر کتب کشمیری بازار، س ن)، ص: ۱۷۸

۱۴. مکتوبات سلیمانی (حصہ اول)، مرتبہ: عبد الماجد دریا آبادی، (لکھنؤ، شاہی پریس، ۱۹۶۳ء)، ص: ۱۵۸

۱۵. ایضاً، ص: ۱۵۸

۱۶. ایضاً، ص:۲۱۱

۱۷. ایضاً، ص:۱۵۸

۱۸. مکاتیب سید سلیمان ندوی، مرتبہ: مسعود علی ندوی، (لاہور، مکتبہ چراغ راہ، س ن)، ص:۴۳

۱۹. حمید اللہ ہاشمی، پروفیسر، رباعیات عمر خیام، ص:۳۱۵

۲۰. نقوش، لاہور، مکاتیب نمبر۔ جلد اول، ص:۴۲۳

۲۱. ایضاً، ص:۴۲۴

۲۲. ذکر محفوظ (پروفیسر محفوظ الحق کے تحقیقی مضامین)، مرتبہ: کمال جعفری، (دہلی، رہبر آفسیٹ پرنٹرز، ۱۹۹۹ء)، ص:۱۶

۲۳. عدم، دو جام (رباعیات حکیم عمر خیام)، لاہور، استقلال پریس، ۱۹۶۰ء، ص:۸

References

1. Shadab tabasum, Urdu maktoob nagari(Sir Syed aur un ka rufaqa ka khasosi hawala sa), (Delhi maktabah jamia, 2012, Safah 42)

2. Makateeb Shibli (Jild Awal), Martabah: Syed Suleman Nadvi, (Lakhnow, Matba Shahi , Seen Noon, Safah 245)

3. Aizan, Safah 245

4. Makateeb Shibli (Jild Dom), Martabah: Syed Suleman Nadvi, (Lakhnow, Seen Noon, Matba Shahi, Safah 204)

5. Aizan, Safah 200

6. Azad, Abu Alkalam, Ghabar Khatir, Martbah: Malik Ram, (Delhi, Sahtiah, 1996, Safah 264-265)

7. Aizan, Safah 384

8. Aizan, Safah 24

9. Aizan, Safah 109

10. Hameed Ullah Hashmi, Professor, Rabayyat e Umer Khayyam, (Lahore, Al Faisal Nashran o Tajran ktub, 2011, Safah 310)

11. Azad, Abu Alkalam, Ghabar Khatir, Martbah: Malik Ram, (Delhi, Sahtiah, 1996, Safah 122)

12. Hameed Ullah Hashmi, Professor, Rabayyat e Umer Khayyam, (Lahore, Al Faisal Nashran o Tajran ktub, 2011, Safah 329)

13. Iqbal Namah(Hisah Awal), Martabah: Sheikh Ata Ullah, (Lahore, Sheikh Muhammad Ashraf Tajir Ktub Kashmiri Bazar, Seen Noon, Safah 178)

14. Maktobat e Sulemani(Hisah Awal), Martabah: Abdul Majid Darya Badi, (Lakhnow, Shahi Press, 1963, Safah 158)

15. Aizan, Safah 158

16. Aizan, Safah 211

17. Aizan, Safah 158

18. Makateeb e Syed Suleman Nadvi, Martabah: Masood Ali nadvi, (Lahore, Maktabah Chiragh Rah, Seen Noon, Safah 43)

19. Hameed Ullah Hashmi, Professor, Rabayyat e Umer Khayyam, (Lahore, Al Faisal Nashran o Tajran ktub, 2011, Safah 315)

20. Naqoosh, Lahore, Makateeb No. Jild Awal, Safah 423

21. Aizan, Safah 424

22. Zikr Mehfooz(Professor Mehfooz ul Haq kay Tehqiqi Mazameen), Martabah: Kamal Jafri, (Delhi, Rehbir Afceet printers 1999, Safah 16)

23. Adam, Do Jam(Rabayyat e Hakeem Umer Khayyam), (Lahore, Istaqlal Press 1960, Safah 8)